مغازی موسیٰ بن عقبہ کا منہج واسلوب

* حبیب الرحمان

** محمد منشاء طیب

Moosa bin uqba is an eminent islamic scholar of 2nd hijra.He has high standing in the distinguished early seerah writers. He also has great skill in hadith and fiqh litrature. He has written a book entitled kitab ul maghazi which is regarded as one of the most athentic primry sources of seerah by noble imams and muhaddithin (hadith Scholars), Because of its importace of reliability. The traditions of imam Zuhri and Urwa bin Zubair are of the basic sources of his book. The most salient features of his book are ; to pay attention to give the list of participants and martyrs of a war, to describe the foremost personality of giving information about any incident, and to pay attention to the genealogies .His book lies a distingushed status between its contemoprary books written on seerah by its characteristics. So this paper is intended to describe the methodology and style of Kitab ul maghazi by Moosa bin uqba.

امام موسیٰ بن عقبہ دوسری صدی ہجری کے نامور سیرت نگار تھے۔آپ کا شمار ان ابتدائی سیرت نگاروں میں ہوتا ہے جنہوں نے فن سیرت کا علمی پیمانہ مقرر کیا۔کتاب المغازی از واقدی کے محقق مارسڈن جونس کے بقول موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے سیرت نگاری کی وہ بنیاد فراہم کر دی جس پر متاخرین نے سیرت نگاری کی عمارت قائم کی (۱) موسیٰ بن عقبہ کا شمار مدینہ منورہ کے اکابر علم وفضل میں ہوتا تھا جنہوں نے اپنی ساری زندگی حدیث اور سیرت نبوی کی خدمت اور ترویج واشاعت میں گزاری تھی۔ان کے اوقات کا اکثر حصہ مسجد نبوی میں حدیث وفقہ اور سیرت نبوی کی تدریس میں گزرتا تھا۔فن سیرت کے میدان میں موسیٰ بن عقبہ نے عروہ بن زبیر اور ابن شہاب زہری جیسے اساطین علم سے استفادہ کیا تھا۔اس کے علاوہ وہ اپنے نانا ابو حبیبہ سے بھی روایت کرتے ہیں۔ان کا تعلق چونکہ آل زبیر سے تھا اس لیے انہیں سیرت نبوی کے بہت سے واقعات کا علم تھا۔فن سیرت میں ان کا بہت بڑا کارنامہ ان کی تالیف کتاب المغازی ہے۔امام مالک بن

---

* لیکچرر شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج سمن آباد فیصل آباد

** پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

انس، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل جیسے کبار علماء نے اس کتاب کی صحت وافادیت کا اعتراف کیا ہے اور اس کو اس فن کی صحیح ترین کتاب قرار دیا ہے۔

نام ونسب اور پیدائش

آپ کا اسم گرامی موسیٰ بن عقبہ بن ابی عیاش، ابو محمد، الاسدی، المدنی، المطرقی، مولیٰ آل زبیر ہے۔(۲) اس پر تقریباً تمام تذکرہ نگاروں کا اتفاق ہے۔ سوائے ابن العماد حنبلی کے انہوں نے آپ کا نسب نامہ یوں بیان کیا ہے:

ابو محمد، موسیٰ بن عقبہ بن ربیعہ بن ابی العیاش الاسدی.(۳)

آپ کے آباؤ اجداد میں جس پہلے شخص کے بارے تاریخ میں کچھ مذکور ہے وہ آپ کے دادا ابو عیاش ہیں جو کہ حضرت زبیرؓ کے آزاد کردہ غلام تھے۔(۴) اسی طرح آپ کے ننھیالی خاندان میں سے بھی صرف آپ کے نانا کے بارے معلومات ملتی ہیں کہ ان کا نام ابو حبیبہ تھا اور وہ بھی حضرت زبیرؓ کے آزاد کردہ غلام تھے۔(۵)

موسیٰ بن عقبہ آل زبیر کے غلام تھے۔ ایک قول کے مطابق آپ قریش کے دس مشہور قبائل میں شامل ایک قبیلہ بنو اسد کے غلام تھے۔ کچھ تذکرہ نگاروں کے مطابق آپ کے دادا کو حضرت زبیرؓ نے آزاد کیا، اسی طرح ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے غلام تھے اور ایک قول کے مطابق حضرت زبیرؓ کی بیوی ام خالد بنت خالد بن سعید بن العاص کے غلام تھے۔(۶)

ان مذکورہ بالا تمام اقوال کے اختلاف کے باوجود یہ بات متعین ہے کہ وہ اس عظیم خاندان میں سے ہی کسی فرد کے غلام تھے محسوس ہوتا ہے کہ وہ حضرت زبیرؓ کے غلام تھے کیونکہ ان کے نانا کے بارے صراحتاً مذکور ہے کہ وہ حضرت زبیرؓ کے غلام تھے اس کی صراحت طبقات ابن سعد میں مذکور ہے۔(۷)

موسیٰ بن عقبہؒ کی شہرت عام کے باوجود دیگر قدماء مصنفین کی طرح ان کی تاریخ پیدائش بھی مختلف فیہ ہے۔ ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی کے ہاں ان کی تاریخ پیدائش ۶۰ھ(۸)، ڈاکٹر صالح العلی کے ہاں ۵۰ ہجری(۹) اور شاکر مصطفیٰ کے ہاں ۵۰ سے ۶۰ ہجری کے درمیان ہے(۱۰)۔ ان کی تاریخ پیدائش کے بارے کوئی ایک بھی صریح اور حتمی قول موجود نہیں سب اقوال قیاس اور ظن وتخمین پر مبنی ہیں۔ ڈاکٹر یوسف ہورووتز نے موسیٰ بن عقبہ کی ذاتی شہادت کے بل بوتے پر اندازہ کیا ہے کہ ان کی تاریخ پیدائش ۵۵ھ ہوگی

موسی بن عقبہ کا قول ہے:

"حججت وابن عمر بمكة عام حجة نجدة الحروری"(۱۱)

نجدة حروری کے حج کرنے کے سال میں اور ابن عمرؓ نے بھی حج کیا تھا۔

امام طبریؒ نے صراحت کی ہے کہ وہ حج ۶۸ ہجری میں تھا۔(۱۲)

چونکہ حج بلوغ کی عمر میں فرض ہوتا ہے اس لیے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اس وقت کم از کم ۱۳ سال کے ہوں گے۔یوں ان کی تاریخ پیدائش تقریباً ۵۵ ہجری بنتی ہے۔(۱۳)

شیوخ وتلامذہ

موسیٰ بن عقبہ کا زمانہ علوم وفنون کی تدوین کا زمانہ تھا اور اس دور میں تقریباً سبھی علوم کے علماء مدینہ منورہ میں جمع تھے۔اس لیے آپ کی علمی پرورش بہت عمدہ ماحول میں ہوئی آپ کے چند مشہور شیوخ میں ابوزناد عبداللہ بن ذکوان، سالم بن عبداللہ بن عمر، شرحبیل بن سعد، عروہ بن زبیر، ابن شہاب زہری، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف اور عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج وغیرہ شامل ہیں۔(۱۴)

ان کے تلامذہ میں کبار علماء، فقہاء اور محدثین وسیرت نگاروں کا نام آتا ہے۔ان میں سے چند مشہور سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، ابواسحاق الفزاری، شعبہ بن حجاج، مالک بن انس اور اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ وغیرہ شامل ہیں۔(۱۵)

علمی مقام ومرتبہ

موسیٰ بن عقبہ اپنے دور میں ایک ممتاز سیرت نگار، محدث اور فقیہ تھے۔متاخرین کے ہاں وہ فقط سیرت نگار کی حیثیت سے معروف ہیں حالانکہ وہ فقہ وفتاویٰ میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے　وہ مسجد نبوی میں حلقہ درس کے اہتمام کے ساتھ ساتھ فتاویٰ بھی صادر فرماتے تھے۔امام واقدی موسی بن عقبہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

كان لابراهيم و موسى و محمد بنى عقبة حلقة فى مسجد رسول الله ﷺ و كانوا كلهم فقهاء و محدثين و كان موسى يفتى(۱۶)

ابراہیم بن عقبہ، موسی بن عقبہ اور محمد بن عقبہ تینوں کا مسجد نبوی میں حلقہ درس ہوتا تھا اور یہ سب فقیہ اور محدث تھے جبکہ موسی بن عقبہ فتوی بھی دیتے تھے۔

ان کا شمار عہد عباس کے اوائل کے ممتاز مفتیان میں ہوتا ہے۔بطورِ محدث بھی ان کی شہرت محتاج تعارف نہیں۔صحیحین کے علاوہ دیگر کتب میں بھی ان کی روایات موجود ہیں۔واقدی نے ان کو بطور محدث ذکر کیا ہے اور علامہ ذہبی بھی ان کی محدثانہ فضیلت کے قائل ہیں۔(۱۷)

سیرت نگاری میں ان کے مقام ومرتبہ کی تفصیل ان کی مغازی پر کتاب کے ضمن میں آئے گی۔

آئمہ جرح وتعدیل کے ہاں موسی بن عقبہ اوران کی کتاب کی قدر ومنزلت

آئمہ جرح وتعدیل کے ہاں امام موسی بن عقبہ کی ثقاہت مسلمہ ہے۔اکابر علماء نے آپ کی کتاب المغازی کی توثیق کی ہے اوراس کو صحیح ترین کتاب سیر ومغازی قرار دیا ہے ہم ذیل میں آپ کی کتاب سے متعلق چند علماء کے اقوال نقل کرتے ہیں جس سے اندازہ ہوگا کہ آپ کی شخصیت کس مقام کی حامل تھی۔

معن بن عیسی روایت کرتے ہیں کہ امام مالک سے جب پوچھا جاتا کہ ہم کس کی کتاب المغازی نقل کریں یا کس سے سیر ومغازی نقل کریں؟ تو آپ فرماتے:

علیکم بمغازی موسی بن عقبة فانه ثقة(۱۸)

تم موسیٰ بن عقبہ کی کتاب المغازی پر توجہ کرو کیونکہ وہ ثقہ ہیں۔

امام مالک کا دوسرا فرمان ہے

علیکم بمغازی الرجل الصالح موسی بن عقبه فانها اصح المغازی(۱۹)

تم پر لازم ہے کہ تم ایک صالح انسان موسیٰ بن عقبہ کی کتاب المغازی کو مدنظر رکھو کیونکہ وہ ہمارے ہاں سب سے صحیح ترین کتاب المغازی ہے۔

امام شافعیؒ نے فرمایا:

لیس فی المغازی اصح من کتابه مع صغره(۲۰)

''مغازی کے بارے چھوٹی کتاب ہونے کے باوجود وہ صحیح ترین کتاب مغازی ہے۔''

امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا

علیکم بمغازی موسی بن عقبة فانه ثقة(۲۱)

''تم پر مغازی موسیٰ بن عقبہ اختیار کرنا لازم ہے۔کیونکہ وہ ثقہ ہیں۔''

ابن سعد کے ہاں وہ کثیر الحدیث،ثقہ اور ثبت تھے۔فرماتے ہیں

کان ثقة،ثبتا کثیر الحدیث(۲۲)

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں

ثقة، فقيه، امام في المغازی(۲۳)

''وہ ثقہ،فقیہہ اور مغازی کے امام ہیں۔''

امام نوویؒ نے ذکر کیا

واتفقوا علی توثيقه روی له البخاری و مسلم(۲۴)

''ائمہ جرح وتعدیل کاان کی ثقاہت پر اتفاق ہے اورامام بخاریؒ ومسلم نے ان سے روایت کیا۔

امام موسیٰ بن عقبہ کا طبقہ

علمائے امت اس بات پر متفق ہیں کہ موسیٰ بن عقبہ صغیر تابعین میں سے تھے۔انھوں نے ایک صحابیہ اُم خالد بنت خالد بن سعید بن العاص سے روایت کی اس وجہ سے وہ تابعی تو ہیں لیکن صغار تابعی جنھوں نے دو سے کم صحابہ سے روایت کی ہو۔ابن سعد نے ان کو طبقات صغیر میں اہل مدینہ کے طبقہ رابعہ میں ذکر کیا اور طبقات کبیر میں اہل مدینہ کے طبقہ خامسہ میں ذکر کیا۔(۲۵)

طبقہ خامسہ میں ذکر کرنے کے معاملے میں خلیفہ بن خیاط اور حافظ ابن حجرؒ نے بھی ابن سعد کی موافقت کی ہے۔(۲۶)

علمی کارنامے

موسیٰ بن عقبہؒ کی حدیث وفقیہہ اور سیرت میں جلالتِ علمی کے باوجود بہت کم ایسی معلومات میسر ہیں جو ان کی کتب کے بارے درست راہنمائی فرماسکیں۔قدیم مصادر میں چھان پھٹک کے بعد ان کی صرف کتاب المغازی کے بارے معلومات میسر ہوتی ہیں۔اس کے علاوہ ''کتاب الموالاۃ'' کے بارے میں کچھ شواہد ملتے ہیں جو دلالت کرتے ہیں کہ وہ ''کتاب الموالات'' کے بھی مصنف تھے۔حافظ ابن حجرؒ نے الاصابہ میں عبداللہ بن فضالہ مزنی کے ترجمہ میں بیان کیا

''ذکرہ ابن عقبه فی كتاب الموالاة وابن شاهين فی الصحابة''(۲۷)

اس اقتباس سے مبہم سی دلالت ہوتی ہے کہ وہ کتاب الموالاۃ کے مصنف تھے۔

بہرحال ان کا سب سے بڑا علمی کارنامہ ان کی کتاب المغازی ہے۔اس کتاب نے ان کو علم سیر ومغازی میں ایک بلند مقام عطا کیا جس کی وجہ سے وہ اپنے دور کے ممتاز سیرت نگاروں کی صف میں جلوہ افروز نظر آتے

ہیں۔اگر چہ ہمارے ہاں ان کی لکھی ہوئی مکمل کتاب المغازی نہیں پہنچی تاہم ٹھوس شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ موسی بن عقبہ کی سیرت پر ایک کتاب تھی جو کافی عرصے تک عالم اسلام میں متداول رہی اور بعدازاں دست برد زمانہ کا شکار ہوگئی۔البتہ ان کے شذرات کو مختلف کتب سے جمع کر کے ایک قیمتی نگینہ تیار کرلیا گیا ہے جس کی روشنی میں ان کی علمی کام کا کچھ اندازہ کرنا ممکن ہوا ہے۔اس ضمن میں عصر حاضر میں بعض یونیورسٹیوں میں موسی بن عقبہ اوران کی کتاب پر تحقیقی کام ہوا ہے۔اب تک دستیاب معلومات کے مطابق موسی بن عقبہ کی روایات سیرت پر تین اہم کام انجام پائے ہیں۔ان میں سے ایک مقالہ محمد باقشیش کا ہے جوانہوں نے مدینہ یونی ورسٹی میں ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری کی نگرانی میں لکھا ہے اور ایم۔اے کی ڈگری حاصل کی ہے۔دوسرا مقالہ اردن یونی ورسٹی کے شعبہ تاریخ میں استاد ولید قیسہ نے لکھا ہے اور یہ مقالہ بھی ایم۔اے کا ہے جبکہ تیسرا مقالہ ڈاکٹر جمشید ندوی کا ہے جس پر انہیں علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی نے ایم۔فل کی ڈگری عطا کی ہے۔ہمیں اول الذکر کتاب دستیاب ہوئی ہے جس میں محقق نے موسی بن عقبہ کی روایات کو مختلف مصادر سے جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم اس کتاب کو سامنے رکھتے ہوئے موسی بن عقبہ کے منہج واسلوب پر گزارشات کریں گے۔

کتاب المغازی کا سبب تالیف

موسیٰ بن عقبہؒ نے ایک مخصوص واقعہ کے سبب مغازی پر قلم اٹھایا۔علامہ مزی نے نقل کیا ہے کہ مدینہ طیبہ کے مشہور سیرت نگار شرحبیل بن سعد نے سیرت نبوی پر ایک کتاب لکھی جس پر اعتراض ہوا کہ اس میں ہوائے نفس کی بنا پر انھوں نے چند مباحث غلط اور اپنی منشاء کے مطابق نقل کیے ہیں۔خصوصاً اصحاب بدر واحد کی فہارس میں غلط بیانی سے کام لیا ہے جب اس اتہام کی بازگشت امام موسیٰ بن عقبہؒ تک پہنچی تو انھیں ناگوار محسوس ہوا کہ اصحاب سیر ومغازی پر اعتراضات وارد ہوں۔نتیجتاً آپ نے پیرانہ سالی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ایک ایسی اچھوتی کتاب تصنیف کی جس میں اصحاب بدر واحد اور مہاجرین حبشہ کی درست فہارس کا التزام تھا۔مزید سیرت نبوی کے متعلقہ اکثر مباحث کا خوبصورتی سے احاطہ کیا تھا۔(۲۸) مذکورہ بالا خصوصیات کی بنا پر اس کتاب کو قبول عام حاصل ہوا اور یہ سیر ومغازی کے حوالہ سے اس دور کی صحیح ترین کتاب قرار پائی جس سے بے اعتنائی متاخرین کے لیے بھی ناممکن تھی۔

مغازی موسیٰ بن عقبہؒ کے مصادر اور رواۃ

مغازی موسیٰ بن عقبہ کے مصادر بہت متنوع ہیں ان کے شیوخ کی تعداد کم از کم بیس ضرور ہے۔مصادر

کے اس تنوع سے ان لوگوں کی تردید بھی ہوتی ہے جن کے ہاں مغازی موسیٰ بن عقبہ امام زھریؒ کی کتاب المغازی کا ہی پرتو بلکہ دوسرا نام ہے۔

ذیل میں امام موسیٰ بن عقبہ کے شیوخ کی فہرست حسب ترتیب پیش خدمت ہے۔

۱۔عروہ بن زبیرؒ:

سیدنا عروہؒ بن زبیرؒ میدان سیرت میں اولین سیرت نگار ہیں۔امام موسیٰ بن عقبہ نے عروہ بن زبیرؒ سے بکثرت استفادہ کیا ہے البتہ کوئی ایسی دلیل نہیں ملتی جس سے ثابت ہو کہ موسیٰ بن عقبہ نے بلا واسطہ عروہ بن زبیرؒ سے روایت کی ہو۔ڈاکٹر مصطفیٰ کے ہاں اگر مغازی موسیٰ بن عقبہ کا مغازی عروہ بن زبیر سے موازنہ کیا جائے تو صفحات کے صفحات ایسے سامنے آتے ہیں جن میں دونوں کے حروف بھی باہم متفق نظر آتے ہیں۔(۲۹)

۲۔ابن شہاب زہریؒ

امام زہریؒ کا شمار سیر ومغازی کے جید علماء میں ہوتا ہے۔درحقیقت سیرت ومغازی کو باقاعدہ فن کی حیثیت امام زہریؒ نے عطا کی۔موسیٰ بن عقبہ نے ان سے بکثرت روایات نقل کی ہیں۔(۳۰)بعض ناقدین کے ہاں مغازی موسیٰ بن عقبہ کا نصف حصہ امام زہری کی روایات پر مشتمل ہے۔شاخت تو اس حد تک گیا ہے کہ موسیٰ بن عقبہ کی سب مرویات زہری کی مرویات کا چربہ ہیں۔(۳۱)

۳۔ابوحبیبہ:

یہ آپ کے نانا تھے اور انھوں نے سیدنا عروہ بن زبیر سے استفادہ کیا تھا۔اس لیے موسیٰ بن عقبہ کو ان سے بھی سیرت نبوی کے بارے مفید معلومات حاصل ہوئیں۔موسیٰ نے ان سے بھی بکثرت روایات سیرت نقل کیں ان میں سے کچھ روایات کا تعلق عہد خلافت راشدہ اور بنوامیہ سے ہے۔(۳۲)

۴۔تحریری مواد سے استفادہ

موسیٰ بن عقبہ کے مصادر میں مذکورہ شخصیات کے علاوہ کچھ تحریری مواد بھی تھا جس سے انہوں نے اپنی کتاب میں استفادہ کیا تھا۔مثلاً ایک جگہ پر انہوں نے صراحت کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس کی تحریرات کا ذکر کیا ہے،فرماتے ہیں:

وضع عندنا كريب حمل بعير او عدل بعير من كتب ابن عباس(۳۳)

کریب حضرت عبداللہ بن عباس کی اتنی کتب ہمارے پاس لائے جن کا وزن ایک اونٹ کے اٹھانے کے برابر تھا۔

اسی طرح اس بات کا بھی اشارہ ملتا ہے کہ ان کے پاس وہ خط بھی موجود تھا جو نبی اکرم ﷺ نے منذر بن ساوی کو لکھا تھا وہ خط مکمل علامہ بلاذری نے فتوح البلدان میں حضرت موسی بن عقبہ کی سند کے ساتھ نقل کیا ہے (۳۴)

مذکورہ شیوخ کے علاوہ بھی انہوں نے بہت سے شیوخ سے استفادہ کیا تھا چند اہم نام یہ ہیں۔ کریب مولیٰ ابن عباس، عبداللہ بن فضل بن عباس سے، حمزہ بن عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن دینار، المنذر بن جہم، ابن صیفی، ابوالزبیر محمد بن قدرس، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، عبداللہ بن ابی لبید، محمد بن ابی بکر بن حزم، ایمن بن نابل، سعد ابن ابراہیم، ضحاک بن حذیفہ، علقمہ بن وقاص، عطاء بن ابی رباح، ام موسیٰ بن عقبہ، سعید بن مسیّب، حمید اور مغیرہ بن اخنس وغیرہ۔

منہج واسلوب اور خصوصیات

امام موسیٰ بن عقبہ حدیث وفقہ اور سیرت کے میدان میں یدطولیٰ رکھتے تھے اسی وجہ سے ان کا تحریری منہج واسلوب بہت علمی اور نمایاں خصوصیات کا حامل ہے۔ یہی باعث ہے کہ متقدمین اور متاخرین ہر دو اصحاب نقد وتبصرہ نے ان کے علمی منہج واسلوب کی تعریف کی ہے۔ ان کے منہج واسلوب اور خصوصیات کو چند نکات میں پیش کیا جاتا ہے۔

قرآنی آیات سے استشہاد

سیدنا موسیٰ بن عقبہ معتبر سیرت نگار ہیں وہ کوئی بات بلاحوالہ ذکر نہیں کرتے ان کی کتاب المغازی میں کئی مقامات پر نظر آئے گا کہ جہاں جہاں قرآنی آیات سے استشہاد یا ان کو بطور دلیل ذکر کرنا ممکن تھا انھوں نے ایسا کیا ہے مثلاً جب مسلمان غزوہ احد کے بعد اپنے جانی نقصان پر پریشان تھے تو اللہ تعالیٰ نے بطور تسلی کے آیات نازل فرمائی تھیں۔

"أو لما أصابتكم مصيبة قد أصبتم مثليها قلتم انى هذا قل هو من عند أنفسكم إن الله على كل شىء قدير"(۳۵)

قرآنی استشہاد کی مزید امثلہ مقتل کعب بن اشرف، غزوہ احد کے بعد مدینہ کی حالت اور غزوہ احد کے

بعد مشرکین مکہ کے تعاقب یں حمراءالاسد کی طرف نکلنے کے ضمن میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

اسناد کا اہتمام

عموماً سیر ومغازی کے باب میں سند کو اس قدر اہمیت نہیں دی جاتی جتنی کہ حدیث کے باب میں ہوتی ہے اکثر سیرت نگار اسناد جمعی سے کام لیتے ہیں لیکن موسیٰ بن عقبہؒ کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ اسناد کا خصوصی اہتمام فرماتے ہیں اسی وجہ سے ان کی کتاب المغازی اپنے دور کی صحیح ترین کتاب سیرت قرار پائی تھی۔ ان کے ہاں سند کے اہتمام کی امثلہ بکثرت ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

فتح مکہ کے بعد کعبۃ اللہ سے تصاویر مٹانے کے واقعے کے بارے فرماتے ہیں:

((عن أبی الزبیر عن جابر قال کان فی الکعبة صور فأمر رسول الله صلی الله علیه وسلم عمر ابن الخطاب أن یمحوها.))(۳۶)

اسی طرح غزوہ بدر کے قیدیوں کے بارے یوں بیان کرتے ہیں:

" قال ابن شهاب حدثنا أنس بن مالك" أن رجالا من الأنصار استأذنوا رسول الله فقالوا: ائذن لنا فلنترك لابن أخته عباس فداءه قال: والله لا تذرون منه درهم.ا"(۳۷)

زمانی ترتیب کالحاظ اور تواریخ کا اہتمام

جس کتاب میں کسی ترتیب کو بنیاد بنا کر کتاب تالیف کی گئی ہو اس سے اخذ واستفادہ میں سہولت رہتی ہے۔ امام موسیٰ بن عقبہ نے کتاب المغازی میں سب واقعات کو زمانی ترتیب سے نقل کیا ہے اس سے اس بات کی بھی تائید ہوتی ہے کہ ان کی کتاب، کتاب سیرت ہے نہ کہ کتاب حدیث مثلاً وہ کتاب کی ابتداء ''احداث ما قبل البعثة '' سے کرتے ہیں اس کے بعد ترتیب وار حرب فجار......''زواج النبیؐ من خدیجه............مبعث النبیؐ.....هجرة الحبشة،......اسراء.....هجرة المدینة......غزوات، بدر، احد......حجة الوداع......مرض النبی ووفاته......خلافة ابی بکر......الخ

اسی طرح وہ اہم واقعات کی تواریخ ذکر کرنے کا خصوصی اہتمام فرماتے ہیں جس سے کتاب کی اہمیت دو چند ہو جاتی ہے اور کئی مسائل کے نزاع کے خاتمے میں بھی مدد ملتی ہے۔ مثلاً:

غزوہ الابواء کی تاریخ کے بارے رقم طراز ہیں:

"فأول غزوة غزاها في صفر على رأس اثنى عشر شهرا من مقدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة حتى بلغ الأبواء."(۳۸)

''نبیؐ نے جو سب سے پہلا غزوہ لڑا وہ آپ کے مدینہ آنے کے بعد بارھویں مہینے کی ابتداء میں ماہ صفر میں لڑا گیا یہاں تک کہ آپ مقام ابواء پر پہنچے۔''

☆ اسی طرح غزوہ بدر کی تاریخ کے بارے فرماتے ہیں:

"فخرج في رمضان على رأس ثمانية عشر شهرا من مقدمه المدينة."(۳۹)

''ہجرتِ مدینہ کے ۱۸ ماہ بعد رمضان میں نکلے۔''

مختلف واقعات کے درمیانی وقفہ کا بیان

اگر دو مختلف واقعات کے درمیانی وقفہ کی وضاحت ہو جائے تو کئی مسائل کے حل میں مدد ملتی ہے اور مختلف نزاعات سے بچا بھی جا سکتا ہے۔ امام موسیٰ بن عقبہ اس چیز کا خصوصی اہتمام فرماتے ہیں۔ صلح حدیبیہ اور غزوۂ خیبر کے درمیانی وقفہ کے بارے فرماتے ہیں:

"ولما قدم رسول الله المدينة من الحديبية مكث بها عشرين ليلة أو قريبا منها ثم خرج منها غازيا إلى خيبر."(۴۰)

''نبیؐ حدیبیہ سے واپس آ کر بیس یا اس کے قریب راتیں مدینہ میں ٹھہرے پھر جنگ کی نیت سے خیبر روانہ ہوئے۔''

مزید واقعات غزوہ بدر و احد اور دیگر غزوات میں ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔

اہم واقعات کے شرکاء کی فہارس

موسیٰ بن عقبہ وہ پہلی شخصیت ہیں جنھوں نے باقاعدہ شرکائے غزوات و دیگر اہم واقعات کی فہرست پیش کرنے کا اہتمام فرمایا۔ ان جیسا اہتمام ان کے دیگر معاصرین کے ہاں مفقود ہے۔ متاخرین نے انھی کے انداز سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی کتب مرتب کیں۔ ان کی اس خصوصیت کا احاطہ ان چند صفحات میں تو ناممکن ہے البتہ اس کی کچھ جھلک پیش خدمت ہے۔

بیعت عقبہ میں شریک ہونے والے حضرات خصوصاً بارہ فقہاء کی فہرست پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" النقباء".... في تسمية من شهد العقبة من الأنصار:

۱) من بني النجار أبو امامة اسعد بن زرارة وهو نقيب.

۲) من بني سلمة البراء بن معرور، وكان نقيبا.

۳) ومن الأنصار، رافع بن مالك بن العجلان. نقيب..................

۴) ومن بني الحارث بن الخزرج، عبدالله بن رواحة وهو نقيب (۴۱)

اسی نہج پر مختلف اہم واقعات میں شریک ہونے والوں مثلاً مہاجرین، شہداء، گرفتار ہونے والے اور دیگر افراد کی فہارس مہیا کرنے کا اہتمام فرمایا ہے بطور امثلہ شہدائے بدر واحد اور مہاجرین حبشہ وغیرہ کی فہارس ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

مختلف معاملات میں اولیات کا تذکرہ

فن سیرت نگاری وتاریخ میں یہ چیز بہت اہمیت کی حامل ہے کہ کسی بھی معاملے میں اولین شخصیت کا تذکرہ کیا جائے۔ امام موسیٰ بن عقبہ نے اس چیز کا بہت اہتمام کے ساتھ التزام کیا ہے اس کی امثلہ ان کی کتاب المغازی میں جا بجا ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ مثلاً مدینہ منورہ میں خطبہ جمعہ کے قیام کے بارے میں انہوں نے ایک روایت نقل کی ہے کہ مصعب بن عمیر وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مدینہ منورہ میں خطبہ جمعہ کا اہتمام فرمایا روایت کے الفاظ یوں ہیں:

ان مصعب بن عمير كان اول من جمع الجمعة بالمدينة للمسلمين قبل ان يقدمها رسول الله ﷺ.

سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے بارے فرماتے ہیں نبیؐ کے مدینہ تشریف لانے سے قبل سیدنا مصعب پہلی شخصیت ہیں جنھوں نے مدینہ میں جمعہ کا اہتمام فرمایا۔ (۴۲)

اسی طرح بیعت عقبہ کے ضمن میں جب سیدنا براء بن معرور کا نام ذکر کرتے ہیں تو ان کے حوالے سے لکھتے ہیں:

وهو اول من اوصى بثلث ماله

''وہ پہلی شخصیت ہیں جنھوں نے اپنے ثلث مال کی وصیت کی۔'' (۴۳)

اہم شخصیات، قبائل اور اماکن کے بارے تعارفی اور وضاحتی نوٹس

سیرت اور تاریخ نگاری کے لوازمات میں سے ہے کہ اعلام واماکن اور قبائل وغیرہ سے مکمل آگاہی ہو

ورنہ تاریخ کا فہم ناقص رہتا ہے ایک اعتبار سے اس کا تعلق جغرافیہ سے بھی ہے۔ مذکورہ بالا علوم کی اہمیت کے پیش نظر امام موسیٰ بن عقبہ اپنی کتاب المغازی میں اعلام، اماکن اور قبائل وغیرہ کے تعارف کا بھی خصوصی اہتمام فرماتے ہیں۔ چند امثلہ حسب ذیل ہیں۔

قصہ عرنیین بیان کرتے ہوئے ''عرینہ'' کا تعارف یوں پیش کرتے ہیں:

''وكان قد قدم على رسول الله صلى الله عليه وسلم نضر من عرينة و عرينة حى من بجيلة.''(۴۴)

''عرینہ بجیلہ کا ایک قبیلہ ہے۔

اسی طرح مہاجرین حبشہ کے نام ذکر کرتے ہوئے ایک شخص خطاب بن الحارث بن معمر کے بارے رقم طراز ہیں:

''وهلك خطاب بالطريق مسلما.''(۴۵)

''خطاب بن حارث رستے میں مسلمان ہونے کی حالت میں فوت ہوا۔''

اشعار سے استشہاد

قدیم سیرت نگاروں کا یہ ایک اہم اسلوب رہا ہے کہ وہ واقعات کے ضمن میں عرب شعراء کے کلام کو بطور استشہاد ذکر کرتے ہیں امام موسیٰ بن عقبہ نے بھی بقدر ضرورت اس کا اہتمام فرمایا ہے امثلہ حسب ذیل ہیں:

ایک موقعہ پر مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے جھوٹی خبر پھیل گئی کہ آپ گرفتار ہو گئے اور اموال لوٹ لیے گئے سیدنا عباس کو یہ بات بہت گراں گزری کہ لوگ اس جھوٹی خبر کو سن کر خوش ہوں اور آپؐ کے بارے بُرے الفاظ کہیں اس موقع پر انھوں نے اپنے بیٹے قثم کو بلا کر کچھ اشعار پڑھے۔ (قثم نبیؐ سے بہت مشابہ تھا) تا کہ لوگ آپ کو برا نہ کہیں۔

حبی قثم حبی قثم　　　شبيه ذى الأنف الأشم

نبی ربی ذی النعم　　　برغم أنف من رغم(۴۶)

اسی طرح غزوہ بدر سے پیچھے رہنے والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے حارث بن صمۃ کے ترجمہ میں رقم طراز ہیں:

جب وہ پیچھے رہ گیا کہ تو اس کے بارے شاعر نے کہا:

يا رب ان الحارث بن الصمة　　　أهل وفاء وبنا ذو ذمة

أقبل في مهمة　في ليلة ظلماء مدلهمة

يسوق بالنبي هادي الأمة　يلتمس الجنة فيما ثمة(۴۷)

صحابہ کرام کے انساب کا تذکرہ

اسی طرح امام موسی بن عقبہ روایات سیرت کے ضمن میں جن لوگوں کا تذکرہ کرتے ہیں تو ان کے نسب نامے یا قبائل وغیرہ کا بھی تذکرہ کرتے ہیں۔مثلاً شرکائے غزوہ بدر کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

من بني نوفل......عتبه بن غزوان حليف بني نوفل بن عبد مناف

اسی طرح لکھتے ہیں

و من بني زهره بن كلاب...........عبدالرحمان بن عوف بن عبد عوف بن عبدالحارث بن زهره (۴۸)

خلاصہ بحث

امام موسی بن عقبہ دوسری صدی ہجری کے ممتاز سیرت نگار تھے۔انہوں نے اکثر عمر حدیث وفقہ اور سیرت کی تعلیم وتدریس میں گزاری۔آخر عمر میں کتاب المغازی تالیف کی جو اپنی منفرد خصوصیات کی وجہ سے عوام وخواص میں بہت مقبول ہوئی۔کتاب المغازی میں اسناد کا خصوصی اہتمام اور مختلف فہارس ذکر کرنے کا التزام آپ کی امتیازی خصوصیات میں سے ہے۔آپ کی کتاب دیگر نمایاں خوبیوں میں صحابہ کرام کے نسب ناموں کا بیان، مختلف موضوعات پر وضاحتی اور تعارفی نوٹس اور مختلف واقعات کی تواریخ ذکر کرنے کا خصوصی اہتمام ہے۔موقع بموقع قرآنی آیات اور عرب شعراء کے کلام سے استشہاد بھی کرتے ہیں۔مختلف امور میں اولیات کا باقاعدہ تذکرہ آپ کی اولیات میں شمار کیا جا سکتا ہے۔مندرجہ بالا خصوصیات کی بنا پر امام مالک، امام شافعی اور امام احمد جیسی نابغہ روزگار شخصیات نے موسی بن عقبی کی کتاب المغازی کو سیرت کی صحیح ترین کتاب قرار دیا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ واقدی، محمد بن عمر، کتاب المغازی، تحقیق: مارسڈن جونس، مؤسسۃ العلمی، بیروت، لبنان۔

۲۔ ابن حبان، محمد بن حبان الثقات، ۴۰۴/۵، دار المعرفہ، بیروت، لبنان۔
المزی، ابو الحجاج، یوسف بن عبدالرحمان، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، ۳۹۰/۳، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت۔

۳۔ ابن العماد حنبلی، عبدالحی، شذرات الذہب فی اخبار من ذہب، ۲۱۰/۱ المکتب التجاری بیروت۔

۴۔ کارل بروکلمان، تاریخ الادب العربی، تعریب: د۔ عبدالحلیم نجار ۱۰/۳، دار المعارف، مصر۔
ابن عبدالبر، ابوعمر، یوسف بن عبداللہ، التمہید ۱۵۵/۱۳، دار صادر، بیروت۔

۵۔ ابن عبدالبر، ابوعمر، یوسف بن عبداللہ، التمہید ۱۵۵/۱۳، دار صادر، بیروت۔

۶۔ ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، ۱۱۴/۶، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت
ابن العماد حنبلی، عبدالحی، شذرات الذہب، ۲۰۹/۱

۷۔ ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبری، ۳۴۰/۱، ۳۴۱، دار صادر، بیروت۔

۸۔ اعظمی، محمد مصطفیٰ، دراسات فی الحدیث النبوی وتاریخ تدوینہ، ص: ۲۱۳، المکتب الاسلامی، بیروت۔

۹ محاضرات فی تاریخ العرب ص: ۲۴۶

۱۰ التاریخ العربی والمورخون ص: ۱۵۳

۱۱ الطبری، ابوجعفر، محمد بن جریر، تاریخ الرسل والملوک، ۸۲/۲ ۷، دار المعارف، مصر۔

۱۲ تاریخ الرسل والملوک، ۸۲/۲ ۷

۱۳ یوسف ہوروفتس، المغازی الاُولی ومؤلفوھا تعریب: حسین نصار، ص ۶۹، ۷۰،، المکتب الاسلامی، بیروت۔

۱۴ تہذیب الکمال، ۱۲۹۰/۳؛ البخاری، محمد بن اسماعیل، التاریخ الکبیر، ۲۹۲/۴، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

۱۵ سیر اعلام النبلاء، ۱۱۴/۶؛ ذہبی شمس الدین محمد بن احمد، تذکرۃ الحفاظ، ۱۴۸/۱، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔ عسقلانی، ابن حجر، تہذیب التہذیب، ۳۶۰/۱۰، دار صادر، بیروت۔

۱۶ تہذیب الکمال ۱۲۹/۳، الطبقات الکبری، ۲۲۳/۹

۱۷ تہذیب الکمال ۱۲۱/۲۹، سیر اعلام النبلاء ۱۱۷/۶

۱۸ ابومحمد عبدالرحمان، الجرح والتعدیل، ۱۵۴/۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔ تہذیب الکمال، ۱۳۹۱/۳

۱۹ سیر اعلام النبلاء، ۱۱۵/۶؛ تہذیب التہذیب، ۳۵۰/۱۰

۲۰ الکتانی، محمد بن جعفر، الرسالۃ المستطرفۃ، ص: ۸۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

۲۱ الزرکلی، خیر الدین، الأعلام، ۲۷۸/۸، دار العلم للملایین، بیروت۔
۲۲ سیر اعلام النبلاء، ۱۱۵/۶، تہذیب الکمال، ۱۳۹۱/۳
۲۳ عسقلانی، ابن حجر، تقریب التہذیب، ۲۸۶/۲، دار المعرفہ، بیروت۔
۲۴ النووی، ابوذکریا محی الدین، تہذیب الاسماء واللغات، ۱۱۷/۲-۱۱۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔
۲۵ تہذیب الکمال، ۱۳۹۱/۳
۲۶ الطبقات الکبری، ص ۱۲۶۷؛ تقریب التہذیب، ۲۸۶/۲
۲۷ عسقلانی، ابن حجر، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، ۳۵۷/۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔
۲۸ تہذیب الکمال، ۱۳۹۱/۳؛ سیر اعلام النبلاء، ۱۱۶/۶
۲۹ عروہ بن زبیر، کتاب المغازی،
۳۰ المغازی الأولی ومؤلفوها، ص: ۴۹
۳۱ دراسات فی الحدیث النبوی وتاریخ تدوینہ، ۳۸۶/۲
۳۲ الطبقات الکبری، ۲۹۳/۵ ، سیر اعلام النبلاء ۴۸۰/۴
۳۳ الطبقات الکبری ۲۱۶/۵
۳۴ فتوح البلدان ۸۷/۱
۳۵ آل عمران، ۳: ۱۶۵، کتاب المغازی، ص: ۱۹۵
۳۶ کتاب المغازی، ص ۲۷۶
۳۷ کتاب المغازی، ص ۱۴۶
۳۸ کتاب المغازی، ص: ۱۱۹
۳۹ کتاب المغازی، ص: ۱۲۷
۴۰ کتاب المغازی، ص: ۲۴۷
۴۱ کتاب المغازی، ص: ۹۴،۹۳
۴۲ کتاب المغازی، ص: ۹۱؛
۴۳ کتاب المغازی، ص: ۹۷
۴۴ کتاب المغازی، ص: ۲۴۶
۴۵ کتاب المغازی، ص: ۷۹
۴۶ کتاب المغازی، ص: ۲۵۶
۴۷ کتاب المغازی، ص: ۱۷۵
۴۸ کتاب المغازی، ص: ۱۴۴، ۱۴۹